کا انسان مصداق ہو۔ شرک ایک ایسی مہلک بلا ہے کہ اس سے نہ سچے علوم حاصل ہو سکتے ہیں اور نہ اخلاق فاضلہ جو سچے علوم کے آثار شیریں ہیں یہ امر بجائے خود کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ اور نہ اس پر کسی بحث کی ضرورت ہے۔ ان قوموں کو جو ایک خدا کو چھوڑ کر تین کے چکر میں آئی ہیں یا تینتیس کروڑ کی پوجاری بنی ہیں۔ دیکھ سکتے ہو۔ عباد الرحمن کی صفت چہارم میں اخلاق فاضلہ کی کیفیت بتلائی اور صفت پنجم میں انکے حصول کا گر بتلایا ہے۔ اکالی پوجاری بڑے بڑے علوم کا دعویٰ ہے۔ ذرا غور کرو۔ اور بنظر غور ... صاحب منجد وغیرہ کی اصل کیا ہے؟

عباد الرحمن کی چھٹی صفت } ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔ اور وہ کسی ایسی جان کے قتل ناحق سے بچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہو۔

قتل نفس مختلف پیرایوں اور طریقوں سے ہوتا ہے۔ اسقاط حمل۔ لڑکیوں کو مار ڈالنا۔ علم قتل۔ اور مانع حمل کا استعمال وغیرہ۔ سب صورتیں قتل نفس کی ہیں۔ پس عباد الرحمن کی یہ بھی ایک خوبی اور صفت ہے کہ وہ ان باتوں سے دور رہتے ہیں

عباد الرحمن کی ساتویں صفت } ولا یزنون۔ اور کسی قسم کا زنا نہیں کرتے۔ اس مضمون کو قتل نفس والے حصہ سے بہت بڑا تعلق ہے کیونکہ قتل النفس کے لئے انسان کو بُرے اور ناپاک منصوبے زناکاری کی حالت میں سوچنے پڑتے ہیں۔ تاکہ اخفائے راز ہو۔

زنا کی مختلف قسمیں ہیں۔ آنکھ کا زنا بدنظری ہے زبان کا زنا گندی اور ناپاک باتیں ہیں۔ کانوں کا زنا یہ ہے کہ بدکاری کی داستانوں کا سننا۔ ایسا ہی ہر عضو کے متعلق زنا کا گناہ ہو سکتا ہے۔ مخالطت ناجائز زنا کی تکمیل کا نام ہے۔ پس یاد رکھو کہ مومن اور عبد الرحمن کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے محترز رہتے ہیں۔ کاش ہمارے مخالف قرآن کریم کے الفاظ پر غور کر سکتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ قرآن کیسے لطیف پیرایہ میں مختصر طور پر ایک عظیم الشان مضمون بیان کرتا ہے۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔

بعض نوٹس

[illegible] اس سے بڑھ کر خطاکار انسان کون ہو سکتا ہے جو کسی نامعلوم واقعہ پر اپنی رائے ظاہر کرے اور دلیل دے۔ آبزرور کے ایڈیٹوریل میں ایک بڑی ذمہ داری کا نوٹ لکھا ہے جو "قوم کی بدبختی" کے عنوان سے لکھا گیا ہے اس کے اول حصہ سے تو ہم متفق ہیں لیکن اس کے آخری حصہ کے لئے وکیل کو اس حصہ حدیث کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو اس ریمارک کے عنوان میں ہم نے لکھی ہے فی الحال ہم اشارتاً ہی تبلیغ کیا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ اخبار وکیل اس ریمارک پر مزید غور کرے گا۔ پھر اسے معلوم ہو جائیگا کہ برسرِحق کون ہے؟

ہاں! ہم یہ کہنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ قوم کی بدبختی اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ وہ اس امام کو شناخت نہیں کرتی۔ جو اسکی اصلاح کے لئے مامور ہو کر آیا ہے۔ اور اس عدم توجہی کے ذمہ دار وہ علماء ہیں جو قوم کی راہ میں ایک سدِ راہ ہو رہے ہیں۔ اور جن کے گھروں میں بجز کفر کے اور کیا ہی کچھ نہیں ہے۔

عبادت اسلام اندرون ... کے ایک عیسائی اخبار کرسچن [illegible] نے اعتراف کیا ہے کہ "عبادت کرنے میں مسلمان سب سے اول اور سب سے بہترین ہیں"۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ایک شخص ایک امر قابل تعریف کا اعتراف کر کے پھر اس سے احتراز کرتا ہے؟ بلاریب جس شخص کا نفس بیمار ہو اسکو تو سر تسلیم رکھ دینے کے بدون چارہ نہیں۔ لیکن ہاں جس کا دل اور دماغ عداوت کے تاریک بخارات سے دھندلا گیا ہو وہ حق کو حق مان کر بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہی حال اس کرسچن کا معلوم ہوتا ہے۔

بہرحال ہم اسکے اس جملہ کو سلیم الفطرت اور سعید الدل اشخاص کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسلئے نہیں کہ ہم اس مقولہ کو مستند دکھانا چاہتے ہیں بلکہ اسلئے کہ کم از کم عبادت اسلام کے طریق پر غور تو کیا جاوے جو لذت اور حقانیت اسمیں ہے وہ خود ایک مستقل مزاج انسان کو اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔

المنار مصری اخبار میں شعبان کے کسی اشاعت میں "**اصلاح دین**" کے عنوان سے ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے۔ ہم نے اس آرٹیکل کو ایسے طور پر سنا ہے کہ گویا خود پڑھا ہے۔ اسکا لب لباب اور خلاصہ یہ ہے کہ اصلاح دین جب ہو سکتی ہے کہ خلیفۃ المسلمین (یعنی اعلیٰحضرت سلطان روم) اس امر کی طرف توجہ کرے اور اسکی راہ یہ ہے کہ قسطنطنیہ میں ایک مجلس منعقد ہو۔ اور اختلافی مسائل کو چھوڑ کر متفق علیہ مسائل کو شائع کیا جاوے اور اس مجلس کا جنرل اجلاس ایام حج میں ہوا کرے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے خیال میں اول تو ایسی کسی مجلس کے انعقاد و قیام سے بالکل ناامید ہونا چاہیئے۔ اور اگر کوئی کمیٹی اس قسم کی ہو سکتی ہے تو ہم کہیں گے کہ وہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے کچھ بھی مفید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس وقت مختلف ممالک اور مختلف شہروں میں متعدد اور مختلف کمیٹیاں اور مجلسیں مسلمانوں کی موجود ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ باوجود ادعائے اصلاح دین وہ کہاں تک اس مطلب اور مقصد میں کامیاب ہوئی ہیں۔ ہمارے اگلے اشتہار میں مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کا ایک خطبہ درج ہوتا ہے جس میں نہایت پر مغز اور مختصر گفتگو ہے۔ المنار کا یہ خیال جو اس آرٹیکل کی تہ میں ہے بیشک قابل قدر ہے۔ کہ وحدت ارادی مسلمانوں میں قائم ہو۔ لیکن جس طریق پر وہ اسے قائم کرنا چاہتا ہے۔ وہ طریق نفاق اور پھوٹ کے بڑھانے والا ہے جو اصلاح دین کی بجائے تخریب دین اور پھر اس سے تخریب اہل اسلام کا موجب ہو سکتا ہے۔ وحدت ارادی کے پیدا کرنے کے لئے ہم کو اس طریق اور سنت پر نظر کرنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔

ہمارے پاس ایک عظیم الشان نظیر عرب کی گذشتہ تاریخ اور جنگجو۔ یکبار جسم قوم کی موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشتر جو حالت جزیرہ نمائے عرب کی تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مگر اسکے بعد ان میں اتحاد اور موحدیت کی روح کس ذریعہ سے پہونچ گئی۔ بجز اللہ تعالیٰ کے خاص فضل تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے آیا۔ اسی طرح پر دنیا بھر میں مجلسیں اور سوسائٹیاں ہیں۔ اور رسم کتنے ہیں کہ باوجود ایک مجلس کہلانے کے ایک دل کا حکم رکھنے کے ان میں دھڑا بندیاں۔ پارٹیاں ہیں۔ بظاہر ایک دوسری سے ملتی ہیں۔ لیکن دل میں متفرق ہیں۔ پس ایسے مجمعے خواہ وہ سلطان روم کے زیر سایہ ہوں۔ خواہ شاہ ایران کی سرپرستی میں۔ ہماری رائے میں کبھی بھی وہ عزیز نہیں ہو سکتے۔ جب تک ان کا تعلق اس روح کے ساتھ نہ ہوگا جو بلا واسطہ اس ذات سے تعلق رکھتی ہے جو ہمارا رب ایک ہی ہے۔ خدا واحد خدا ہے۔ وہ توحید کو پسند فرماتا ہے۔ پس وہ وحدت۔ وہ یکجہتی جو خدا تعالیٰ کے منشاء اسکی ذات سے ہوتا کا تقاضا ہے اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جس طرح پر وہ چاہتا ہے اور وہ وہی طریق ہے جو ابتدائے آفرینش سے چلا آیا ہے۔ اور اب بھی قائم ہے۔ دنیا میں ایک امام موجود ہے جو دین کا خلیفہ ہو کر آیا ہے۔ پس اسکے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنے سے وحدت کی روح پہونچ سکتی ہے۔ اور ہم اسکا تجربہ کر کے دیکھ رہے ہیں۔ اور صحابۂ کرام کی ایک زبردست شہادت ہمارے پاس موجود ہے۔ پس اگرچہ بنائے اسلام میں وحدت الٰہی کی ضرورت ہے اور ہم کہتے ہیں یہ ہے اور ضرور ہے تو یاد رکھو کہ اسکے لئے ایک ہی راہ ہے جو خود خدا نے یکجائی کیلئے اپنے ارادے اور اپنے ہاتھ سے بنائی ہے

ہمارا ارادہ ہے کہ المنار کے اس آرٹیکل پر ذرا بسط کے ساتھ لکھیں۔

بدعت کی تاریکی میں سنت کی جھلک

مصری المنار ۱۷ جنوری ۱۸۹۹ء کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے لکھتا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ اب مسلمانوں کے ہر طبقے سے چند لوگ خواب غفلت سے بیدار ہونے لگے ہیں اور بتدریج اصلاح اور ترقی کے زینے پر چڑھتے نظر آتے ہیں جس طرح بعض فضلا نے بدعتوں کا بیج بویا تھا اسی طرح بعض شیوخ ان پودوں کے قلع قمع کی طرف متوجہ بھی ہو گئے ہیں امید ہے کہ لوگ ایسا ہی ایک دوسرے کی تقلید امور خیر میں کیا کریں گے ہم نے بارہا درج اخبار کیا ہے کہ مصری صلحا اور اولیا کی تقاریب مولود میں لگاتار بدعتوں کا مینہ برستا رہتا ہے ہم اس مایوسی کو یقین سمجھتے تھے کہ یہ رسم بد مصر سے ہرگز دور نہ ہوگی۔ ہم نے اس خیال کی تائید تحریر سے کی تھی۔ اب بعض فضلا نے عمل سے اس کا ثبوت بھی دے دیا ہے۔ گزشتہ ہفتہ میں ولی مشہور رسیدی دمرداش المحمدی قدس سرہ کے عرس کی تقریب پر ایک بڑا مجمع ہوا۔ اہل بدعت نے معمول قدیم کے موافق مسجد دمرداش کی اطراف وجوانب میں میراثیوں اور رقاصوں کے واسطے ڈیرے نصب کرنے اور ناجائز مجمع کی دھوم دھام کا انتظام کیا۔ دمرداشی طریقے کے استاد اکبر شیخ عبد الرحیم کا حکم ہوا کہ ڈیرے سب اکھیڑ دئیے جائیں اور اہل بدعت سب نکال دئیے جائیں۔ اس حکم کے ساتھ کسی کو چون و چرا کی طاقت نہ تھی۔ مصر میں یہ اول مولود عرس ہے جس میں منکرات کا کوئی بازار قائم نہ ہوا اور میراثیوں رقاصوں کا اکھاڑہ نہ جا بجا دوسرے کھیل تماشوں سے بھی یہ عرس پاک اور طاہر رہا۔ جمعہ کی شب میں شیخ موصوف الیہ مع خلفا و مریدین اپنی خلوت سے جلوت میں آئے۔ جبکہ اہل اعتقاد اور تماشائیوں کا بڑا مجمع تھا۔ گروہ دمرداش کا لباس سب سفید اور پاک و صاف اور ان کا مبارک جلسہ راگ بازی اور مزامیر سے مبرا تھا۔ اگر دوسری مشیخہ طریق بھی یہی راہ چلیں تو مناسب ہے۔

کریٹ کیلئے جو نیا علم تجویز ہوا ہے اس کا یہ نقشہ ہے جس میں ایک بڑی سفید صلیب پھریرے کو چار مساوی حصوں میں تقسیم کر رہی ہے دونوں نچلے اور اوپر کے دائیں حصہ کی زمین نیلگوں۔ اور چوتھے مربع کی زمین جس پر پانچ کرنوں کا ستارہ بنایا گیا ہے سرخ ہے کریٹی مسلمان اس علم کو ناپسند کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ اس سے ترکی سیادت کا اچھی طرح پتہ نہیں ملتا۔ یعنی ستارہ کے ساتھ ہلال بھی ہو جانا چاہیے تھا۔

دنیا کا ہفتہ

سرگشتہ کی بابت سررشتہ ڈاک کی سالانہ رپورٹ مظہر ہے کہ سال سابق کی نسبت ۲۶ [illegible] خطوط۔ پوسٹ کارڈ اور پارسل پیکٹ اخبار وغیرہ ڈاک کے ذریعہ زیادہ تقسیم ہوئے یہ اضافہ پنجاب اور وسط پنجاب میں سب سے زیادہ تھا اس کی وجہ یہ بھی کہ سرحد کی طرف فوجیں بکثرت مقیم تھیں۔

مدینہ منورہ کی چار مساجد کے لئے سلطان المعظم نے جیب خاص سے دو ہزار قرش عطا کئے ہیں۔

ملکہ معظمہ نے مسلمانوں کی عرضداشت کا جواب بھیجا ہے کہ پرنس جارج کا تقرر مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت پر مفروض ہے۔

حضور سلطان المعظم کے حکم کے موافق شیخ الاسلام نے ماہ رمضان المبارک میں ۵۰۰ علماء کو قسطنطنیہ کے قرب و جوار میں وعظ کہنے کی غرض سے جاتے ہیں روپیہ تقسیم کیا ہے۔ نسیم آگرہ کا نامہ نگار جہانسی سے ایک عجیب مضحکہ خیز اور متوحشانہ کارروائی کی خبر دیتا ہے جو حسب ذیل ہے۔ ۱۵ر کو بازار میں ڈھنڈورا پٹوایا گیا تھا کہ بدرالدین خان پٹھان بادشاہ روم سے باغی ہوگیا ہے اور اس کے ہمراہ ۱۰ لاکھ باغی ہیں۔ قسطنطنیہ کو لوٹ لیا ہے اور لوٹ مچا رکھی ہے رعایا جو شاہ پرست ہے وہ اپنا خود بندوبست کرے۔ اس ڈھنڈورے سے تمام شہر میں گھبراہٹ پیدا ہوگئی گھر گھر کوئیں تالابوں پر اس کے چرچے ہوتے ہیں۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ حکومت نے صرف اس غرض سے ڈھنڈورا پٹوا دیا تھا کہ بدرالدین وزیر بادشاہ روم بگڑ گیا ہے اور قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا ہے اور اس حلقہ میں لوٹ مار ہو رہی ہے۔ صاحبان ہند کو چاہیئے کہ تشریف کو نہ جاویں اور اگر جاویں تو اپنا خود بندوبست و انتظام کر کے جاویں۔

طاعون بمبئی میں اب پھر شدت سے بڑھنی شروع ہوگئی ہے ۲۵ر جنوری کو ۱۰۳ بیمار اور ۸۲ فوت ہوئے۔ چنانچہ ہی پھر ایک پولیس کانسٹیبل اسی مرض کا شکار ہوا ہے جس کے بیمار ہونے کا کوئی خارجی سبب نہ تھا۔ میسور وغیرہ کی طرف اس تیزی میں بہت تخفیف ہوگئی ہے۔ کراچی میں کسی دن کوئی واقعہ ہو جاتا ہے۔ کلکتہ میں پھر کوئی مشتبہ یا محقق کیس اس بیماری کا نہیں ہوا۔

نواب کرزن آجکل سرحدی مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔ قطعی فیصلہ غالباً کئی ہفتوں تک نہیں کیا جا سکیگا۔

لفٹیننٹ گورنر بہادر جو کلکتہ میں نواب وائسرائے کے مہمان رہے تھے ۲۸ جنوری کو بہار کی طرف روانہ ہو گئے۔ دوران اقامت میں وہ کئی اہم معاملات کا دور و تصفیہ کر گئے۔ انہیں سے ایک پراونشل سروس کے ملازموں کی تنخواہوں کے اضافہ کے متعلق تھا۔ جو ملازموں کے حق میں طے ہوا ہے۔

نرودا نہ کھیل ریلوے جو ۲۳ میل لمبی ہے۔ عنقریب عام آمد و رفت کے لئے کھل جائے گی۔ راجپوتانہ میں جودھپور بیکانیر ریلوے کی دو شاخوں کی منظوری ملے گی۔ ایک لونکاں سر سے سورت گڑھ تک ہوگی جسکا طول ۹۲ میل اور خرچ بارہ لاکھ ۱۷ ہزار روپیہ ہوگا۔ دوسری گنگا سر سے پالنہ تک ۹ میل لمبی ۹۰ ہزار روپیہ کے خرچ سے بنائی جائے گی۔

گلگت اور پنجاب کے درمیان مانسہرہ سے جو ایبٹ آباد کے متصل ہے وادی کاغان اور چیلاس کے راستہ آمد و رفت جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک براہ راولپنڈی مری اور وادی جہلم کے راستہ گلگت کو آمد و رفت کی جا رہی ہے۔ پہلے راستہ سے حسن ابدال کی ریلوے سٹیشن سے گلگت تک ۲۹۰ میل کا اور موخر الذکر راستہ سے راولپنڈی سے گلگت تک ۲۹۰ میل کا فاصلہ ہے۔

نہر جہلم کی منظوری جسپر اب باقاعدہ طور پر کام شروع ہو گیا ہے نومبر ۱۸۸۹ء میں وزیر ہند کی طرف سے موصول ہوگئی تھی۔ مگر بوجوہات چند در چند اس پر کام شروع نہ ہو سکا۔ قحط کے دوران میں جنوری ۱۸۹۷ء میں بہیر امدادی کام شروع کیا گیا تھا۔ اور ۱۱ میل کی کھدائی ہوگئی تھی۔ نہر کا دہانہ ضلع گوجرات میں بمقام منگ رسول بنایا جائے گا۔ یہ نہر اضلاع گوجرات اور شاہپور کے بنجر علاقہ کو سیراب کرے گی۔ خرچ کا اندازہ ۱½ کروڑ روپیہ کیا گیا ہے اس نہر میں بھی نہر چناب کی طرح غالباً سرکاری زمینوں کی آبپاشی کو مقدم رکھا جائیگا۔

ایڈیٹوریل

خیر و سعادت کی فلاسفی

(نمبر ۲)

سلسلے کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۳ جلد ۵

علاوہ اسکے وہی فیثاغورث کہتا ہے کہ اگرچہ سعادت کے معنے میں لوگوں کے عقیدے اور اُن کی رائیں مختلف ہیں۔ جیسا کہ فقیر آدمی اپنی سعادت تو زندگی میں جانتا ہے اور بیمار شخص تندرستی میں۔ اور قیدی اپنی رہائی اور مخلصی ہی کا نام سعادت سمجھتا ہے۔ اور کریم انسان شہرت فیض میں۔ اور بخیل بہت سا مال جمع کرنے میں وغیرہ۔ علیٰ ہذا القیاس۔ جو ایک آدمی کے نزدیک سعادت ہے دوسرے کے نزدیک غیر سعادت ہے۔ اور یہ سب سعادت کی جزیں ہیں۔ اور یہ ایک مسلم بات ہے کہ جزئیات کی جزیں شمار تک نہیں پہنچتیں۔ جیسے کہ ان کو ضبط میں لانا اور محصور کرنا انسان کے حوصلہ اور مقدور سے باہر ہے۔ ہمارے زمانے کے کئی ایک فلاسفر ولیم کارلائل (جرمن) اور ڈاکٹر ویل (جرمن) بیان کرتے ہیں کہ پرانے زمانے کے مشہور حکماء نے سعادت کی جزوں کا ذکر کرکے زیادہ تر تفصیل کے ساتھ بیان کرنا مباحث حکمت کے مناسب نہیں جانا۔ **تاہم** اوس عالی اور فیاض طبع گروہ نے معنی واحد کو جو کل جزئیات کو شامل ہوں بیان کیا ہے۔ چنانچہ بالاتفاق اُن کا قول ہے کہ انسان کی سعادت یہ ہے کہ **صحیح البدن اور سلیم الطبع کثیر المال والاولاد صاحب اقبال** ہو نیک اُس کا ذکر عمل آدمیوں کے درمیان مشہور اور عموماً اُس کے فضائل و احسان معروف ہوں۔ اور خصوصاً اپنی چند روزہ زندگی کے دنوں میں فرشتوں کی مانند ہر ایک جسمانی بدکرداری اور روحانی بداطواری سے پاک اور منزہ ہو کر واجب الوجود جل جلالہ و عم نوالہ کا قرب حاصل کرے۔ اس بزرگ فرقہ نے ان معنوں کی شرح و تفصیل پانچ امور میں کی ہے جن کا نام ہم نے سعادت کو طور پر

خیر و سعادت کا پنجگانہ ضابطہ

رکھ دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے

☞ **اولاً** صحت بدن کی بہت جو مرشح کا امر ہے۔ جو حواس کی سلامتی پر موقوف و منحصر ہے کیونکہ یہ بات کسی دلیل اور برہان کی محتاج نہیں ہے کہ **روح** کی جس قدر آلات کے بدون محال ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ انسانی روح اس محسوس بدن میں آلات کے وسیلے سے تصرف کرتی ہے۔ اور یہ بھی ایک مسلم امر ہے کہ وہ ادراک میں کسی کی محتاج نہیں۔ بلکہ یہ صفت اسکی بذات خود ہے۔ لہذا بدن کی صحت **سعادت کی جزو اعظم** ہے کیونکہ سعادت کے اسباب جو باقی ہیں بالاکتساب اسی کے وسیلے سے میسر ہوتے ہیں۔

ثانیاً۔ ذہن کی صفائی اور فکر کی صحت بھی اجزائے سعادت میں سے بڑے جزو ہیں۔ تاکہ شخص مذکور اور صواب دید میں اس کے افکار ایک دانشمندانہ پہلو رکھتے ہوں۔ اور صائب ہوں۔ جن کے وسیلے سے وہ عقاید اور ادراکات میں خطا اور نسیان سے محترز ہو سکے۔

ثالثاً۔ مال کی کثرت اور موافق اسباب کا بہم پہنچانا بھی سعادت کی بہت عمدہ جز ہے۔ تاکہ ان کے ذریعے سے علمی اور عملی فضیلتوں کا فیض انسان کو پہنچے اور پہنچائے۔ اسی وجہ سے اکثر نامدار اور اولوالعزم حکیموں نے اپنی تصانیف میں بہت دلسوزی سے لکھا ہے کہ فیلسوف حکمت کی فضیلت کو اظہار میں لانے اور ملکہ کرنے کا بالکل محتاج ہے تاکہ وہ ہر ایک چیز کو اپنے محل اور موقع پر قرار دے سکے۔ اس سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ مال و جاہ اور حکومت و ثروت اور غرور و تکبر کا باعث ہے۔ کیونکہ بادی النظر میں اگرچہ یہ امر حق اور سچ ہے۔ مگر نادانوں اور احمقوں کی نسبت اور فیلسوف آدمی اس ثروت کے سبب سے فیضان کا چشمہ جاری کرتا ہے۔

رابعاً۔ اقبال بھی سعادت کی مدمجز جزوں میں سے ایک جزو ہے۔ اور محققین علیم حکماء کے نزدیک اقبال کی تعریف یہ ہو کہ صاحب اقبال کے مقصد اور مطلب اسکے صحیح فکر اور سلیم عقل کے موجب اور نیز اُس کے ارادے اور منشاء کے موافق ظہور میں آئیں۔ کیونکہ جب تک اُسکے دل اور قلبی ارادے پورے نہیں ہوں گے تب تک سعادت کے اسباب کیونکر سرانجام ہوں گے؟

خامساً۔ زندگی کی حالت میں اور بدن کی روح کے الگ ہونے کے بعد خاص و عام اور ہر شخص مختلف میں **مدح** و ستایش کا ہونا بھی سعادت ہی کی ایک جزو ہے۔ اگرچہ یہ امر ظاہر بینوں کی نگاہ میں شاید قبولیت کی مُمد نہیں۔ مگر غور اور فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات اور ممات میں وہی شخص موصوف ہوتا ہے جو دل سے بد کاموں کو ترک کرے اور نیکی کی طرف مائل ہو۔ بعض لوگ اسکو سعادت کا جزو نہیں سمجھتے۔ بلکہ اسکا نتیجہ کہتے ہیں۔ الا واقع میں یہ جزو ہے۔ کیونکہ جس کی زندگی میں یہ مشکر رہیگا وہی موت کا شکر کریگا۔

(باقی آئندہ نمبر میں)

ستی کی رسم پر ایک یونانی مورخ ڈایوڈورس

اپنی مشہور تاریخ میں لکھتا ہے کہ ستی کی رسم قبل مسیح ... سو برس پہلے سے رائج ہے۔

اس یونانی مورخ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں میں یہ قبیح رسم یونانیوں سے چلی ہے گو نفنٹن صاحب مؤلف دیار ہندوستان اس رسم کو وحشیانہ کہتے ہیں۔ ہندوستان میں اس رسم کی بابت کیا دلچسپی ہوئی ہے۔ چنانچہ جو لوگ کہ موافق ہیں وہ یہ کہتے ہیں ؎

اک دن ماہی بلنشے چلے جایو میں
آج بجاوت میں جلی پی کا یدر ہیں
ستی کہڑی پکارسی جو نسے کیسے سات
اسے کا تو بدر دیا جیا دوہ دیکھو پران

اور جو اس رسم کے مخالف ہیں وہ یوں کہتے ہیں ؎

ستیاں کو ستیاں جلیں جاکے نال
ست سرا ہے اُنکا جو جلیں سہنیاں جنجال

سرسری نظر

مسلمان کون ہے

آنریبل ڈاکٹر سید امیر علی صاحب نے اس سوال کے جواب میں یہ بیان کیا ہے:۔

مسلمانوں کی تھیالوجی (تعلیم الٰہیات) اور فلاسفی کو بغور پڑھنے کے بعد میری جو رائے قائم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک سچا مسلمان ہونے کے لئے کسی شخص کو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ مختلف فرقوں میں سے جن میں اسلام بدقسمتی سے منقسم ہوگیا ہے کسی ایک خاص فرقہ یا مذہب کے ساتھ اپنا تعلق رکھے۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ خیال کہ ایک شخص کو ایک سچا مسلمان ہونے کے لئے کسی خاص مذہب کا پیرو ہونا لازمی ہے یہ امر ملک کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دل سے اٹھ گیا ہے اس لئے کہ اہل ہند کی اہل سنت والجماعت کے درمیان غیر مقلدی جو پھیلی ہوئی ہے وہ اس بات کی کافی دلیل ہے کہ وہ مذہب اربعہ میں سے جن میں سنی لوگوں کی تقسیم ہوئی ہے کسی ایک مذہب خاص کی پیروی کو اپنے اوپر لازمی نہیں سمجھتے۔ اسلئے میں انہیں باتوں کو زور کے ساتھ دہرانا چاہتا ہوں جو کہ میں نے اپنی تحریروں میں بڑے بڑے ربانی علما اور فلاسفہ کی سند پر لکھی ہیں کہ جب کوئی آدمی اسلام کے فرائض یعنی یوں کہیے کہ خدا کی توحید پیغمبروں کی رسالت اور صوم و صلوٰۃ وغیرہ کی باقاعدہ پابندی کو قبول کرلے اسپر اسلام کے کسی خاص فرقہ یا مذہب کی پیروی لازم نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں مندرجہ بالا رائے اسی قدر اچھی ہے کہ اسکے ماننے میں کوئی کلام نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن سوال کا جواب جیسا کہ سوال کے لفظ چاہتے ہیں اس بات سے کلی طور پر ادا نہیں ہوا ایک دو سطروں میں اس کا مفصل جواب چونکہ ہم نہیں دے سکتے۔ اس لئے فی الحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جامع جواب اس سوال کے جواب میں پیش کردیتے ہیں جو ہمارے ناظرین کے غور کے لئے کافی ہے۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے عام بنی نوع انسان کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً کوئی تکلیف اور گزند نہ پہنچے۔

عظیم الشان ٹمپرنس کانگرس

سنہ ۱۹۰۹ عیسوی میں بمقام لنڈن ایک عظیم الشان ٹمپرنس کانگرس ہونے والی ہے۔ اس کی شرکت کی دعوت آرک بشپ آف کنٹربری کی طرف سے ہوگی۔ اس قسم کی کانگرس (جس کی غرض نشئی اشیاء سے پرہیز کرنا ہے) اس سے پہلے سنہ ۱۹۰۰ء میں منعقد ہوئی تھی۔ مگر اسوقت وہ صرف انگلستان اور امریکہ کی اضلاع متحدہ کے ٹمپرنس ریفارمرز کا ایک مجمع تھا۔ مگر اب کے جو جلسہ ہوگا اسکو سارے جہان سے تعلق ہوگا۔ مسٹر کین جو ہند کی ٹمپرنس سوسائٹیوں کے صدر ہیں ضرور ہندوستان کی اس جلسہ میں وکالت کرینگے اور گورنمنٹ ہند کی پالیسی آبکاری کی نسبت کوئی معقول اور مفید ریزولیوشن کانگرس کی طرف سے پاس کرائینگے۔ اچھا ہوتا اگر ہندوستان کی بعض سرگرم ٹمپرنس سوسائٹیوں کے ایڈووکیٹ بھی اس جلسہ میں شامل ہوتے!

مراکو کی اندرونی حالت بدستور مخدوش ہے۔ کہیں شورہ پشت قبائل آپس میں مشغول پیکار ہیں۔ کہیں جبکہ سلطانی افواج باغیوں کی سرکوبی میں مصروف ہیں۔ دوسری طرف متعدد یورپین سلطنتیں اون نقصانات کے ہرجانوں کا مطالبہ کر رہی ہیں جو اُن کی رعایا کو امیر مراکو کی رعایا کے تاخت و تاراج سے پہنچے ہیں۔ افسوس! یہ اس ملک کی کیفیت ہے جس میں معدودے چند یہودیوں کے سوا باقی کل مسلمان قومیں آباد ہیں۔ مگر وہ اپنے گردو پیش کی یورپین سلطنتوں کی ترقی اور دیگر اسلامی ممالک کی بربادی دیکھ رہی ہے بالکل بے خبر ہیں۔ اور بدستور قعر جہالت میں ڈوبی اور خواب غفلت میں مدہوش پڑے ہیں۔ اور کچھ ترقی کرنا تو درکنار خانہ جنگیوں سے اپنی طاقت کو بھی دن بدن زیادہ کمزور کئے چلے جاتے ہیں۔

الجزائر میں جہاں کہیں کوئی نیا گاؤں مسلمانوں کا آباد ہوتا ہے تو فرنچ گورنمنٹ اپنے خرچ سے ایک مسجد بنا کر اسکا ایک امام اور ایک موذن اور ایک خادم مقرر کردیتی ہے جس سے باشندوں کی خاص تالیف قلوب ہوتی ہے۔

لارڈ کرزن اور مے نوشی

اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ چند سال پیشتر لارڈ کرزن نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ مے نوشی قوم کو پست بنا دینے والا ایک برا جذامی دھبہ ہی نہیں بلکہ ایک ایسا پھوڑا ہے جو لوگوں کی زندگی کو کھاتا جاتا ہے۔ اور ایسے برے اثر پیدا کرتا ہے جو ایک سال میں یا کسی کی زندگی کے ساتھ نابود نہیں ہوتے۔ بلکہ بطناً بعد بطن اور نسلاً بعد نسل برابر جاری رہتے ہیں۔ اور آخر کار عسرت، خرابی اور گناہ کا ایک تودہ پیدا کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ ممدوح کو ٹمپرنس کاز کے ساتھ بڑی بھاری ہمدردی ہے۔ لیکن ملک کی حالت پر غم کھانے والی سوسائٹیاں اسوقت خاموش نہ رہیں۔ اور گورنمنٹ کی پالیسی متعلقہ مسکرات پر صاحب ممدوح کو توجہ دلائیں۔ اور ملکی خیر سگالی اور پبلک کے اخبار ان سوسائٹیوں کا ہاتھ بٹائیں۔ ان سب پر ہم کو لارڈ موصوف سے ایسی حالت میں امید کرنی چاہیے کہ وہ بنفس نفیس ہی اس بڑی بھاری لعنت سے اہل ملک کو چھڑانے کے لئے اس پالیسی کو دور فرمائینگے جو ابتک گورنمنٹ آف انڈیا نے اسبارہ میں اختیار کر رکھی ہے۔

حضور ملکہ معظمہ نے کینیڈا کے مسلمانوں کی عرضی کے جواب میں لکھا ہے کہ شہزادہ جارج کی تقرری کی ایک شرط لازمی طور پر یہ رکھی ہے کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی حقوق کی بابت نگہداشت اور احترام کرتا رہے۔

مصری اخبار المؤید لکھتا ہے کہ بزرگان سوڈان کا خیال ہے کہ عنقریب ان کا ملک ویران ہو جاوے گا کیونکہ ملکی کاروبار از سر تا سر بالکل بند ہیں۔ عوام حریت اور آزادی کے زور میں کاموں سے دست بردار ہیں۔ اسلئے یہ مشہور ہے کہ حکومت انگریزی اب چندے غلامی کو داخل سوڈان رکھنا چاہتی ہے۔

طرابلس الغرب میں گذشتہ تین سال سے خاطر خواہ ترقی ہے۔ والی ریاست اپنی رعایا کے ساتھ نرمی اور اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ مظلوموں کی دادرسی ہوتی ہے

جس طرح جاپان میں ملک کی تعلیم و تربیت جاری ہے۔ اسی طرح لشکری لوگوں کو عثمانی قواعد سکھلائے جاتے ہیں۔ حال ہی میں صنعت و حرفت کے مدرسے بھی کھل گئے ہیں۔ اور سرکاری مکتب خانہ جو کہ ہو گیا ہے۔ ملک کے نامی گرامی امراء عرب اور نادر نادر کتابیں تحفۃً روانہ کرتے ہیں۔

علم طب کی نئی ترقی

ڈیلی کرانیکل لکھتا ہے کہ مقام فلاڈلفیا واقع ممالک متحدہ امریکہ میں ان دنوں ایک عجیب و غریب جراحی تجربہ ہوا ہے جس میں ایک جانور کی آنکھ انسانی پپوٹے میں لگائی گئی اور وہ بینا کو نظر آنے لگا۔ تجربہ ایک لڑکی عورت پر ہوا جس کی ایک آنکھ پندرہ سال سے اور دوسری چھ سال سے بیکار تھی۔ تجربہ دیکھنے کے لئے بہت سے ڈاکٹر بلائے گئے تھے جن کو پہلے تو اعتبار نہ آیا۔ مگر آخر کار قائل ہو گئے کہ واقعی حیرت انگیز کامیابی ہے۔ ایک آلہ کے ذریعے سے جو خاص طور پر اسی کام کے لئے بنایا گیا تھا اس عورت کی آنکھ کے بعض حصے نکالے گئے۔ اور جانور کی آنکھ کے وہی حصے ڈالے گئے۔ پھر احتیاط و تکیہ ڈھک دیا گیا۔ اور آنکھ پر پٹی باندھ دی گئی کہ روشنی باہر نہ نکل جاوے۔ ایک ہفتہ کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کی آنکھ کے اصلی ٹکڑے اور جانور کی آنکھ کے ٹکڑے باہم پیوست ہو گئے ہیں۔ نتیجہ میں اس قدر کامیابی ہوئی کہ اب دوسری آنکھ پر بھی عمل کیا گیا ہے جو ایک ہفتہ میں روشن ہو جائیگی۔

ممالک ایشیا و افریقہ کے موجودہ یورپین سیاحوں کا بیان ہے کہ مسلمان ایسے ایسے کٹھن اور نامعلوم علاقوں میں پائے گئے ہیں۔ جہاں ان کے موجود ہونے کا پہلے کسی کو گمان بھی نہ تھا۔ بنا بریں وہ قیاس کرتے ہیں کہ روئے زمین پر مسلمانوں کی تعداد جیسا کہ عام خیال کیا گیا ہے بیس پچیس کروڑ ہی نہیں بلکہ کم از کم ۴۴ کروڑ ہے۔ وہ اس امر کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ وحشی سے وحشی علاقہ میں رہنے والے مسلمان بھی لامذہب وحشی دیسیوں کے مقابلہ پر کمال درجہ تک پاکیزہ اور راستباز اور معاملہ کے صاف ہیں۔

نیویارک (امریکہ) جو جہاں پہلے ہی کئی بڑے ہوٹل

روزانہ اخبار عربی شائع ہوتا ہے ایک اور عربی اخبار موسومہ جریدۃ العالم شائع ہونا شروع ہوا ہے۔

مصری اخبارات مخبر ہیں کہ حبشیوں نے سوڈان کے سرحدی مقام قلابات پہنچ کر سپاہی بھیجکر اپنا جھنڈا نصب کرا دیا تھا جس سے مسلح ہو کر سپاہی واپس چلے گئے۔ مگر جب وہاں کے شیوخ نے کرنیل پارسنز کو اس امر کی اطلاع دی تو اس نے ایک دستہ بھیجکر حبشی علم ہٹوا دیا۔ اور انگریزی علم نصب کرا دیا۔ احمد فضیل درویش گورنر قضارف کی آخری شکست کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ امیر ابوبکر جو سابق امیر دارفور کا بیٹا ہے اپنے دو ہزار ہمراہی لیکر مصری انگریزی فوج سے جا ملا تھا۔

معلومات نے بالکل سچ لکھا ہے کہ اجنبی دشمنوں سے بڑھ کر خطرناک اندرونی دشمن ہوتے ہیں اور اندرونی دشمنوں میں سب سے خطرناک وہ سرکاری ملازم اور عہدہ دار ہوتے ہیں جو اپنی جہالت و سفاہت یا خیانت و بددیانتی اور بیدردی سے رعایا کو آزردہ کر کے جمعیت قومی کو پراگندہ کرتے ہیں۔ یمن ایسے اہم اور زرخیز صوبہ میں آئے دن بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں۔ نہ معلوم کہ اس کا حشر کیا ہو؟

ایک فاضل نامہ نگار نے کریٹ کی مستقبل حالت پر مضمون لکھتے ہوئے مندرجہ ذیل بیت میں عجیب نتیجہ ظاہر کیا ہے وہ لکھتا ہے

کریت یا اہل اوروبا لکم شررٌ
ومعظم النار من مستصغر الشرر

یعنی اے اہل یورپ! کریٹ تمہارے لئے چنگاری ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اکثر بڑی سے بڑی آگ ایک چھوٹی سی چنگاری سے پیدا ہوتی ہے۔

الجزایر کا سرکاری عربی اخبار خوشخبری سناتا ہے کہ مغربی سوڈان یا سنیگال کے دو زبردست سلطان قبائل کی خانہ جنگی کا باہمی مصالحت سے تصفیہ ہو گیا ہے جس سے اس علاقہ کے جو گو نام نہاد طور پر فرانسیسی دائرہ اقتدار میں داخل ہے۔ مگر عملی طور پر وہاں کی اسلامی حکومت خودمختار ہے۔ اور کچھ عرصہ تک اغیار کی محکومی سے محفوظ رہنے کی امید ہو گئی ہے۔ لیکن اس کے برعکس اس ملک کے ایک سدا آباد اور زرخیز علاقہ کے چند مسلمان قبائل میں خانہ جنگی ابھی تک برابر جاری ہے جس کا نتیجہ کل کے لئے نامبارک ہونا یقینی امر ہے۔ الجزایر کے گورنر جنرل نے مصری اخبارات کا جنہوں نے اسکے نوجوان فرزند کی بوقت موت پر تعزیتی پیغام جلدی بھیجا تھا۔ عربی رسالہ کے ذریعہ سے شکریہ ادا کیا گیا۔

طرابلس الغرب کے شرقی حصہ میں کئی برس کے امساک باران سے باشندے نہایت تنگ حال ہو رہے تھے۔ پچھلے مہینے باران رحمت کے نزول سے تمام مصیبتوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور اس نواح کے باشندوں نے ہی بطیب خاطر فوجی تعلیم اور مشق شروع کر دی ہے۔

قدردانی اسے کہتے ہیں

پرنس بسمارک نے اپنی زندگی کے حالات لکھ کر ایک کارخانے کے حوالے کر دیئے تھے کہ انہیں اس کے مرنے کے بعد شائع کیا جائے۔ کارخانہ نے پہلے جلد کی کتاب شائع کی۔ مگر اشتہار ملنے کی دیر تھی کہ چند ہفتوں میں ۳ لاکھ ۱۰ ہزار درخواستیں مع قیمت (قریباً ۴۰ لاکھ روپیہ) موصول ہو گئیں۔ یہ کتاب جرمن زبان میں ہے۔ انگریزی اور کئی دیگر زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ شائع ہو گیا۔ اور یہ ترجمے بھی ہر ملک میں اب تک ہزاروں بک چکے ہیں۔

مصری اخبارات شکایت کرتے ہیں کہ انگریزوں نے پہلے ہی مصریوں کے قبضہ میں انتظام کے متعلق کوئی بات رہنے دی تھی کہ اب جو قدرے قلیل رہ گیا ہوا ہے اسکے بھی چھیننے کے درپے ہو رہے ہیں۔ زیادہ ناراضگی اسلئے پیدا ہوئی ہے کہ مذہبی عدالتوں کو بھی وزارت عدالت عالیہ کے ماتحت کر دیا گیا ہے۔ صیغہ تعمیرات کا ایک یوروپین ملازم ۱۰۰۰ پونڈ کے غبن میں ماخوذ ہے۔

دنیا میں سب سے قیمتی دوائی موسوم فیسوسٹیگما ہے جو آنکھ کے معالجہ میں استعمال کی جاتی ہے اس دوائی کی ایک سیر کی قیمت

ہمارے محتشم ناظرین!

حسب وعدہ آج کا اخبار دو مختلف کاغذوں پر شائع ہوا ہے۔ سفید اور خاکی۔ جن احباب کی اطلاع سفید کاغذ کے لئے آگئی ہے ان کی خدمت میں سفید۔ اور جن کی اطلاع نہیں آئی اُن کی خدمت میں مجوزہ کاغذ پہ ارسال کیا جاتا ہے۔ اس تبدیلی کاغذ سے اخراجات میں جو کچھ زیادتی ہوتی ہے ہم اسکے متعلق ایزادی قیمت کے سوال کو ناظرین ہی پر چھوڑتے ہیں۔ شیخ عطا محمد صاحب مجوز اصلاح کاغذ نے ڈبل قیمت دینے کا اظہار کیا تھا۔ مگر ہمارے خیال میں موجودہ کاغذ کی صورت میں ڈبل قیمت زیادہ ہے۔ اس لئے ہم خود ہی اس تجویز کے مخالف ہیں۔ قیمت میں زیادہ سے زیادہ ایزادی ۱ء کی ہونی چاہیئے۔ اسلئے خاکی کاغذ پر جو سفید کاغذ کی نسبت مضبوط اور گراں قیمت ہے اصحاب کو للعہ قیمت دینی چاہیئے۔ لیکن اس خیال سے کہ ہم کو کامل طور پر ایسے احباب کا اندازہ ہو جاوے۔ ہم فروری ۱۹۴۹ء کے کل نمبر اس کاغذ پر اسی شرح سے شائع کرینگے۔ اور تجویز کے پختہ ہو جانے کی صورت میں ان سے بشرح للعہ قیمت لینگے۔ ورنہ وہی معمولی قیمت۔ ہاں اگر ہمارے سب خریدار بالتزام دو دو خریدار پیدا کر دیں تو ہم اسی موجودہ قیمت میں مجوزہ کاغذ پہ اخبار دے سکتے ہیں۔ لیکن اسی صورت میں کہ ہر واحد کم از کم دو دو خریدار پیدا کرے۔

مقدمہ کی تاریخ ۱۴ فروری ۱۹۴۹ء مقرر ہوئی ہے اور اس مرتبہ یہ مقدمہ بمقام پٹھانکوٹ پیش ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ سے حالات سے اطلاع دیجائے گی۔

بغداد میں کافی بارش ہو جانے کے سبب غلہ کی گرانی جاتی رہی۔

عباد الرحمٰن

(نمبر رابع)

عباد الرحمٰن کی چوتھی صفت } والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما۔ عباد الرحمٰن کی ایک یہ بھی شناخت ہے کہ وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ خطاکاری کے طور پر خرچ کرتے ہیں۔ اور نہ جائز موقع پر دینے سے دریغ کرتے ہیں۔ بلکہ میانہ روی اور سیدھے طریق کو اختیار کرتے ہیں۔

یہ آیت اگر غور کیا جاوے۔ اخلاق فاضلہ کی جامع نظر آویگی۔ چونکہ قرآن کریم کی تعلیم کا منشا تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ ہے۔ اسلئے ہر مقام پر جہاں اللہ تعالیٰ کوئی تعلیم دیتا ہے وہاں یہ دونوں پہلو مدنظر رکھے ہوتے ہیں۔ ابھی آپ پچھلے نمبر میں پڑھ گئے ہیں کہ عبادت الٰہی کی تعلیم تھی اور ساتھ اسکے ساتھ ہی بیان شفقت علی خلق اللہ کی ہدایت ہے۔ غرض یہ قرآن کریم کی تعلیم کا ایک خاص طرز ہے کہ وہ ان دونوں پہلوؤں کو جن کے بدوں سچا ایمان اور اسکے ثمرات مترتب نہیں ہو سکتے یکجا رکھتا ہے۔

خیر الامور اوسطہا } عام طور پر یہ بات مسلم اور مستند ہے کہ میانہ روی بہترین چیز ہے۔ اخلاق فاضلہ کی تعریف ہمارے خیال میں اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی کہ وہ افراط اور تفریط دونوں سے مبرا ہو۔ بلکہ دونوں کے درمیانی نقطہ کا نام ہے۔ ایک خط مستقیم کی تنصیف جو مقام ہے وہی اخلاق فاضلہ کی جائے نگہ ہے۔ جب تک انسان اس مقام پر چل رہا ہے۔ وہ اخلاق فاضلہ سے موصوف ہے۔ اور ذرا ادھر یا اُدھر آگے چلا جاوے گو وہ صراط مستقیم ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں اخلاق فاضلہ کی حد سے متجاوز ہو جاویگا۔ صراط مستقیم کا درمیانی مقام وہی مقام ہے جہاں انسانی اخلاق فاضلہ کی تکمیل ہوتی ہے۔ ہمارے اس بیان سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ پھر آگے ترقی نہ کرنی چاہیئے۔ نہیں! ترقی ضروری ہے مگر وہ ترقی پھر اور ناموں سے موسوم ہے جن کے نام اخلاق فاضلہ ہم کہتے ہیں وہ وہی مقام ہے جو عین درمیانی مرکز ہے۔ اس سے آگے دوسرے مدارج ہیں۔ جن کا ذکر اس مقام پر مطلوب نہیں۔

اس آیت کا منشاء عام ہے } اس آیت میں انفقوا کے لفظ سے صرف مال ہی مراد نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ اسکو عام سمجھنا چاہیئے یعنی اسمیں تمام آداب متعلق گفتگو، متعلق خرچ مال اور معاشرت۔ اور تمدنی وغیرہ جمع کر دیئے ہیں۔ یعنے ہر ایک امر میں محل اور موقع اور مقدار کا لحاظ رکھتے ہیں۔ اسراف کے معنے خطاکاری کے ہیں۔ اور خطاکاری کم میں بھی ہوتی ہے اور زیادہ میں بھی۔ فضول خرچی اس سے مراد لینا ہماری رائے میں ٹھیک نہیں ہے کیونکہ فضول خرچی کا لفظ محض افراط کے لئے بنا ہوا ہے۔ حالانکہ اسراف تفریط میں بھی ہو سکتا ہے۔

پچھلی دعا کے مطلب پر غور کرو!!! } نے بتلایا تھا کہ عذاب جہنم سے بچنے کے لئے جو دعا مانگی گئی ہے وہ تمام راحتوں اور سکھوں کی جامع ہے۔ اب اس آیت پہ غور کر کے اس دعا پر نظر کرو۔ کہ کیونکر سکھ حاصل ہو سکتے ہیں؟ مضمون کی طوالت کا اندیشہ نہ ہو تو ہم بصراحت اس امر کو بیان کریں۔ مگر یہ صاف بات ہے۔

عباد الرحمٰن کی پانچویں صفت } ولا یدعون مع اللہ الٰہا آخر اور وہ وہ لوگ ہیں) جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔

توحید ہی تمام اخلاق فاضلہ کا سرچشمہ ہے } اس مقام پر پھر یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ پھر ضمناً یہ ذکر ولا یدعون مع اللہ الٰہا آخر کیوں لایا گیا ہے۔ پس غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ اخلاق فاضلہ جو والذین اذا انفقوا میں بیان فرمائے ہیں۔ اُن کے حصول کے لئے بھی ایک ضد یہ ہے کہ ولا یدعون مع اللہ الٰہا آخر

(نوٹ) سلسلہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲

خطبہ (موعظت)

جو ۲۰ر جنوری ۱۹۹۹ء کو بمقام دھاریوال جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے تین ہزار سے زیادہ آدمیوں کے عظیم الشان مجمع میں بروز جمعہ پڑھا۔ نمونیۃ خدا

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم اولٰئک ھم الفاسقون لا یستوی اصحاب النار و اصحاب الجنۃ اصحاب الجنۃ ھم الفائزون

یہ کلمات طیبات جن کو میں نے ابھی پڑھا ہے۔ قرآن شریف کی آیتیں ہیں جو خدا تعالے کا کامل کلام ہے۔ ان پاک آیتوں میں تاکید یہ ہوتی ہے کہ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ الخ الآیۃ لوگو! مومن کہلاتے ہو اور تم اس بات کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ گندوں اور ناپاک لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ پاک ہے پس وہ قدوس خدا پاکیزگی اور طہارت چاہتا ہے) تو پھر اس دعوے ایمان کے ساتھ متقی بنو۔ اور متقی بھی اس کے تئیں۔ اسلئے نہیں کہ لوگ تمہیں متقی اور پرہیزگار کہیں یا مجلسوں میں تمہاری تعریف کریں۔ نہیں نہیں! اتقوا اللہ۔ اللہ تعالے کے متقی بنو۔ متقی کے لئے یہہ ضروری باتیں ہیں۔

اولاً ہر ایک کام جب کرو۔ اٹھتے۔ بیٹھتے۔ چلتے پھرتے۔ دشمنی میں۔ دوستی میں۔ عداوت اور محبت میں۔ خدمہ ہو۔ یا صلح ہو۔ غرض ہر حالت میں یہہ امر خوب ذہن نشین رکھو کہ نہیں معلوم موت کی گھڑی کس وقت آجاوے۔ وہ کونسا وقت ہوگا جب دنیا سے اٹھ جاویں گے۔ اور اس وقت ماں باپ۔ بیوی۔ بچے۔ دوست یار۔ کنبے کے بڑے بڑے ہمدردی کا دم بھرنے والے انسان۔ مال۔ دولت غرض کوئی چیز نہوگی جو اسوقت ساتھ دے سکے اسوقت اگر کوئی چیز ساتھ جا سکیگی تو وہ وہی انسان کا عمل ہوگا۔ خواہ اچھا ہو خواہ برا ہو۔ اور جیسا عمل ہوگا ویسا ہی اس کا پھل ملیگا۔

جیسے تم ہر روز دنیا میں دیکھتے ہو کہ ایک زمیندار گیہوں کے بیج بوکر جو۔ یا جو بوکر گیہوں کا پھل نہیں لے سکتا۔ پس اسی طرح پر جیسے عمل ہونگے۔ بدلہ ان کے ہی موافق اور رنگ کا ہوگا۔ یہی سچی بات ہے کہ پہلے کام کا پھل دنیا میں اٹھاتی ہے۔ پس یہہ بات ضرور ضرور یاد رکھو کہ جن کی خاطر انسان عداوتیں اور دشمنیاں کرتا ہے۔ اور مکر و فریب اور کیا کیا شرارتیں کرتا ہے۔ وہ اس آخری ساعت میں تمہارے ساتھ نہ جائینگی۔ اکیلا ہی آیا ہے اور اکیلا ہی چلا جائیگا بادشاہوں کی بادشاہت۔ امیروں کی امارت۔ دوستوں کی دوستی کنبہ۔ گھر۔ پڑوس۔ گاؤں اور سارے شہر کے رشتہ دار یہیں رہجاتے ہیں۔ پس ان ساری باتوں کو غور کرو۔ اور موت کے آنے والی۔ اور یقیناً آنے والی اور نہ ٹلنے والی گھڑی کا خیال رکھو۔ اور اس خیال کے ساتھ ہی کل کا فکر آج کرو۔ اور اپنے اعمال کا محاسبہ اور پڑتال کرو۔ کیونکہ نیک بدلہ تب ہی ملیگا جبکہ اعمال بھی نیک ہوں گے۔

ثانیاً متقی کے لئے ضروری ہے کہ اسکا ایمان سچا ایمان ہو۔ اور اس کے عقاید نیک عقاید ہوں۔ اور پھر اسپر اعمال بھی نیک ہوں ایمان کے اصول صاف ہیں۔ قدوس اور پاک خدا قدوسیت چاہتا ہے۔ ناپاک انسان پاک ذات سے تعلق پیدا نہیں کر سکتا۔ تم اپنے اندر اس بات کو دیکھو کہ کیا کوئی میلا مانس اور شریف پسند کرتا ہے کہ وہ بدمعاش اور بدنام لوگوں کے ساتھ ملے اور تعلق پیدا کرے پھر اس پر قیاس کرو کہ وہ خدا جو قدوسوں کا قدوس اور پاک ہے۔ جو تمام محامد اور خوبیوں کا مجموعہ اور سرچشمہ ہے کب پسند کر سکتا ہے کہ گندے اور ناپاک لوگ اس سے تعلق رکھ سکیں۔ پس اگر خدا سے رشتہ قائم رکھنا چاہتے ہو اور اس کو خوش کرنا پسند کرتے اور ضروری سمجھتے ہو تو خود بھی پاک ہو جاؤ۔ اور اس پر سچا ایمان لاؤ کہ تمام محامد اور تعریفوں اور خوبیوں کے لئے وہی ایک پاک ذات سزاوار ہے۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرتا اور شفقت اور پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ تم بھی اسکی مخلوق کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی شفقت کرو۔ اور رحم اور ہمدردی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرو۔ میں پھر کہتا ہوں۔ سوچو اور غور کرو! کہ تقوے کے سوا فائدہ نہیں۔ خدا تعالے نے صاف صاف لفظوں میں اس بات کو کھول کھول کر بیان کیا ہے کہ مغرب یا مشرق کی طرف مونہہ کرکے نماز پڑھنا ہی نیکی نہیں بلکہ سچا ایمان خدا کو مطلوب ہے۔ اسلئے اس بات پر ایمان لاؤ کہ وہ خدا قدوس ہے۔ تمام رحمتوں۔ بزرگیوں اور سچائیوں کا سرچشمہ ہے۔ اور اسکے قرب کو لئے ضروری ہے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا پورا لحاظ رکھیں۔

خدا تعالیٰ کی صفت ہے کہ بدکار اور غافل بھی اسکی ربوبیت سے فیض پاتے ہیں اور حصہ لیتے ہیں۔ پس تم بھی خدا کی مخلوق کے ساتھ مہربانی۔ نیکی اور سلوک کرنے میں مسلم۔ غیر مسلم کی قید اٹھادو۔ اور تمام بنی نوع انسان سے جہانتک ممکن ہو احسان کرو۔ خدا رب العالمین ہے۔ یہ بھی رحیم للعالمین ہو جاوے۔ پس یہہ تقوے ہے۔ ایسے لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جن کی نسبت فرمایا کہ نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم واولٰئک ھم الفاسقون۔ یعنے جنہوں نے اس رحمت اور پاکی کے سرچشمہ قدوس خدا کو چھوڑ دیا۔ اور اپنی شرارتوں چالاکیوں۔ ناعاقبت اندیشیوں غرض قسم قسم کی حیلہ سازیوں اور روباہ بازیوں سے کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ مشکلات انسان پر آتی ہیں۔ بہت سی ضرورتیں انسان کو لاحق ہیں۔ کھانے پینے کا محتاج ہوتا ہے۔ دوست بھی ہوتے ہیں۔ دشمن بھی ہوتے ہیں۔ مگر ان تمام حالتوں میں متقی کی یہہ شان ہوتی ہے کہ وہ خیال اور لحاظ رکھتا ہے کہ خدا سے بگاڑ نہ ہو۔ دوست پر بھروسہ ہو۔ ممکن ہے کہ وہ دوست مصیبت سے پیشتر دنیا سے اٹھ جاوے یا اور مشکلات میں پھنسکر اس قابل نہ رہے

حاکم پر بھروسہ ہو۔ تو ممکن ہے کہ حاکم کی تبدیلی ہو جاوے اور وہ فائدہ اس سے نہ پہنچ سکے۔ اور ان حیلہ اور رشتہ داروں کو جن سے امید اور کامل بھروسہ ہو کہ وہ رنج اور تکلیف میں امداد دینگے۔ اللہ تعالیٰ اس ضرورت کے وقت ان کو اسقدر دور ڈال دے کہ وہ کام نہ آسکیں۔ پس پر ان خدا سے تعلق نہ چھوڑنا چاہیئے۔ جو زندگی موت۔ کسی حال میں ہم سے جدا نہیں ہو سکتا۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے خدا سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم ذلتوں سے محفوظ نہ رہ سکو گے اور سکھ نہ پاؤ گے۔ بلکہ ہر طرف سے ذلت کی مار ہوگی اور ممکن ہے کہ وہ ذلت تم کو دوستوں ہی کی طرف سے آجاوے۔ ایسے لوگ جو خدا سے قطع تعلق کرتے ہیں وہ کون ہوتے ہیں۔ جو وہ فاسق۔ فاجر ہوتے ہیں۔ ان میں سچا اخلاص اور ایمان نہیں ہوتا۔ یہی نہیں کہ وہ ایمان کے کچے ہیں۔ نہیں۔ انہیں شفقت علی خلق اللہ بھی نہیں ہوتی۔

یاد رکھو۔ کبھی یہ بات نہیں ہو سکتی کہ قدوس کے متبع اور بھلے مانس ذلیل ہوں۔ نہیں۔ وہ دنیا میں قبر میں۔ حشر میں۔ جنت میں عیش اور سچا آرام پاتے ہیں وہ ان لوگوں سے جو آگ میں جل رہے ہیں برابر نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ وہ لوگ جو سچے راستباز اور متقی ہیں۔ اور ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ یہ لوگ ہی آخر کار کامیاب ہونے والے ہیں ۔

میں پھر آخر میں کہتا ہوں کہ کامل ایمان کے بدون انسان اس درجہ پر نہیں پہنچتا۔ کامل ایمان یہی ہے کہ اسمائے الٰہی پر ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے کہ ایک ناپاک اور گندے کو ایک پاک مومن سے ملادے اور گندے کو عزت دیدے۔ پھر کامل ایمان میں سے یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وسائط پر ایمان لاؤ۔ یعنی ملائکہ پر۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لاؤ۔ وفادار ہو۔ حشر و نشر میں قدم رکھے ہی پڑا ہو۔ اور جزا و سزا پر ایمان لاؤ۔ نمازوں کو محفوظ کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔ وہ خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جو متقی کہلاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اور مجھ کو توفیق دے کہ ہم متقی بنجاویں۔ یاد رکھو کہ دنیا سے جو ہی تعلق ہو جو خدا چاہتا ہے۔ آخر جیت راستبازوں ہی کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ مخفی در مخفی حالات کا واقف ہو۔ ہمیشہ اس کے پاک قانون کے متبع بنو۔ اور ہر حالت میں رضائے الٰہی کے طالب رہو۔ اور اس پاک چشمہ سے دور نہ ہو ۔ آمین

مولانا مولوی نورالدین صاحب اور ایک طالب علم

مدرسے سے ایک طالب علم کے دینیات کا سبق یاد نہ کرنے کی وجہ سے مولانا ممدوح کے پاس شکایت ہوئی آپ نے اس کو بلا کر فرمایا۔ مجھے شکایت پہنچی ہے کہ تم نے دینیات کے پڑھنے سے انکار کیا ہے ایک شخص یہاں موجود ہے (ایڈیٹر الحکم کی طرف اشارہ) اور وہ گواہ ہے۔ اس نے کسی طبیب کو پیغام بھیجا کہ اولاد ہونے کے بارے میں اس کا علاج کروں۔ میں نے اسکو یہی جواب دیا کہ مجھے دیندار اولاد کی ضرورت ہے محض اولاد مطلوب نہیں پس میں دین کے سوا کسی چیز کو پسند نہیں کر سکتا۔ مدرسہ کے اجراء سے اگر کوئی غرض ہے تو یہی تعلیم ہے اس لئے اگر تم دینیات پڑھنا نہیں چاہتے تو تمہیں معلوم ہے یہاں ہر ایک اپنے امام کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتا ہے۔ اس لئے کوئی شخص جو میرے ساتھ کوئی تعلق رکھتا ہو لیکن دین کو دنیا پر مقدم نہیں کرنا چاہتا میرا اس سے کچھ تعلق نہیں رہ سکتا۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ میں یہاں کسی دنیا طلبی کے لئے نہیں بیٹھا۔ دین کے لئے آیا ہوں اور صرف دین کے لئے ہی تم دیکھو کہ باوجود یکہ کوئی نہیں جانتا میرے مولا کریم کے سوا کہ وہ مجھے کہاں سے دیتا ہے ہر شئے تمہارے اخراجات باوجود ایسی حالت کے مساکین فنڈ سے نہیں دلائے میں نے خود برداشت کئے پھر ایسی حالت میں بھی اگر تم دین کو حاصل کرنا نہیں چاہتے تو میں تم کو اپنے پاس قطعاً نہیں رکھ سکتا۔ یاد رکھو دنیا میں میں کسی ایسے شخص کو جو دین سیکھنا نہیں چاہتا ہرگز اپنے پاس اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا کیونکہ میرا ارادہ میرا خیال کچھ نہیں رہا میں اسے دوسرے کے ہاتھ پر بیچ چکا ہوں۔ پس میں پھر کہتا ہوں کہ بیوی ہو لڑکی ہو کوئی ہو اگر اسے دینیات کی خواہش نہیں تو مجھے اس سے کوئی غرض رہ نہیں سکتی

پاک شاعری

شانِ احمد راکہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد
پیکر او شد سراسر صورتِ ربِ رحیم
بوئے محبوبِ حقیقی میدمد زاں روئے پاک
ذاتِ حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلِ احمد نمے بینم دگر عرشِ عظیم
منت ایزد را کہ من بر رغمِ اہلِ روزگار
صد بلا را میخرم از ذوقِ آں عین النعیم
از عنایاتِ خدا و از فضلِ آں دادارِ پاک
دشمنِ فرعونیانم بہرِ عشقِ آں کلیم
آں مقام و رتبتِ خاصش کہ بر حق شد عیاں
گفتمے گر دیدمے طبعے دریں رہ سلیم
دردِ عشقِ احمدیں سر و جانم زدود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم